Deeneislam.com - Urdu Islamic Website
www.deeneislam.com

مروجہ قرآن خوانی

www.deeneislam.com

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی مدظلہ

صفحہ نمبر	عنوان

مروجہ قرآن خوانی

حضور ﷺ قرآن کریم کا عملی نمونہ ہیں	۷۰
اجتماعی قرآن خوانی کا رواج	۷۱
قرآن خوانی کا چلّہ اور دعوت	۷۱
سنت واضح ہوتی ہے	۷۲
رواجی قرآن خوانی ثابت نہیں	۷۲
مروجہ قرآن خوانی کی خرابیاں	۷۴
دکھاوا اور نمائش	۷۵
صحیح قرآن خوانی کی تین شرطیں	۷۵

عنوان	صفحہ نمبر
انفرادی ایصالِ ثواب بہت آسان ہے	۷۸
پورا قرآن کریم ختم کرنے کی پابندی	۷۹
انگلی اور بسم اللہ کا ختم	۷۹
ختم سے پہلے نہ جاسکنا	۸۰
سجدہ تلاوت نہ کرنا	۸۱
دوسروں کی طرف سے سجدہ تلاوت کرنا	۸۲
ایک جھوٹے پیر کا قصہ	۸۲
نام ونمود کی خرابی	۸۴
طعام وشیرینی کی پابندی	۸۵
سنّت میں راحت	۸۶
ایصالِ ثواب کا صحیح طریقہ	۸۶
سورہ اخلاص کے فضائل و برکات	۸۷
جنّت میں ایک محل	۸۸
ایصالِ ثواب سے اپنے ثواب میں کمی نہ آنا	۸۹
ایصالِ ثواب سے ثواب کم نہ ہونے کی دو مثالیں	۹۰
بعض علماء کے نزدیک ثواب تقسیم ہوتا ہے	۹۱
ایصالِ ثواب کا آسان طریقہ	۹۲

عنوان	صفحہ نمبر
ستر ہزار کلمہ کی فضیلت	۹۳
موت سے پہلے موت کی تیاری	۹۵
مرنے والے کی زندہ آدمی کو نصیحت	۹۶
ایک سبحان اللہ کے بدلے ستر ہزار قرآن دینا	۹۶
زندگی میں آخرت کی تیاری کریں	۹۸
اٹھارہ ہزار قرآن کریم کا ختم	۹۹
بزرگوں کے اوقات میں برکت	۱۰۰
حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ کی کرامت	۱۰۱
بیس لاکھ نیکیاں	۱۰۱
شریعت کے مطابق ایصال ثواب کے فوائد	۱۰۳
ایصال ثواب کا آسان اور صحیح طریقہ	۱۰۴
مزار پر حاضری کا ادب اور ایصال ثواب	۱۰۵

Find more at www.deeneislam.com

مروجہ قرآن خوانی

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف صاحب سکھروی مدظلہم

ضبط و ترتیب
محمد عبداللہ میمن

میمن اسلامک پبلشرز
۱۸۸/۱۔ لیاقت آباد، کراچی ۱۹

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡم

مروّجہ قرآن خوانی کی شرعی حیثیت

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ نَحۡمَدُهٗ وَ نَسۡتَعِيۡنُهٗ وَ نَسۡتَغۡفِرُهٗ وَ نُؤۡمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيۡهِ وَنَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنۡ شُرُوۡرِ اَنۡفُسِنَا وَمِنۡ سَيِّاٰتِ اَعۡمَالِنَا ۔ مَنۡ يَّهۡدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنۡ يُّضۡلِلۡهُ فَلَا هَادِىَ لَهٗ وَاَشۡهَدُاَنۡ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحۡدَهٗ لَاشَرِيۡكَ لَهٗ وَاَشۡهَدُاَنَّ سَيِّدَنَا وَنَبِيَّنَا وَمَوۡلَانَا مُحَمَّداً عَبۡدُهٗ وَ رَسُوۡلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيۡهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصۡحَابِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ تَسۡلِيۡمًا كَثِيۡرًا كثيراً۔

أَمَّا بَعْدُ فَاعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط مَا اٰتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۔

حضور ﷺ قرآن کریم کا عملی نمونہ ہیں

میرے قابل احترام بزرگو! قرآن کریم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہماری ہدایت کے لئے نازل ہوا اور خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کریم کے عملی نمونہ تھے، جو کچھ آپ ﷺ نے کر کے دکھایا، وہ سب قرآن کریم کی عملی شکل ہے، تاکہ آپ ﷺ کے عمل کو دیکھ کر اس پر عمل کریں، اس وقت ہمارا یہ عمل اصل میں قرآن کریم ہی پر عمل ہوگا، کیونکہ جو کچھ احادیث طیبہ میں ہے، وہ سب قرآن کریم کی تفسیر و تشریح ہے، اسی اصول کی روشنی میں ہمیں اپنے حالات کا جائزہ لینا چاہئے اور جو عمل ہمیں ایسا نظر آئے جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل میں نہیں ہے، اس کی ہمیں اصلاح کر لینی چاہئے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے یہاں وہی عمل مقبول ہوگا جو سنّت کے مطابق ہوگا اور شریعت کے مطابق ہوگا، اور جو عمل سنّت سے ہٹ کر ہوگا، وہ عمل چاہے کتنا ہی مفید سے مفید تر ہو، لیکن وہ مقبول نہیں ہوگا، اس لئے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے یہاں عمل کی مقبولیت کے لئے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ضروری ہے اور آپ ﷺ کے نقش قدم کے مطابق ہونا ضروری ہے۔

اجتماعی قرآن خوانی کا رواج

اس سلسلے میں اس وقت میں ایک ایسی بات کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں جس کا آج ہمارے معاشرے میں بہت زیادہ رواج ہوگیا ہے لیکن سنت میں اس کی کوئی شکل صورت نظر نہیں آتی، وہ یہ ہے کہ ہمارے معاشرے میں جب کسی شخص کا انتقال ہو جاتا ہے تو قبرستان ہی میں دفن کے بعد اس کے لئے قرآن خوانی کا اعلان ہوتا ہے بلکہ بعض اوقات اخبارات میں بھی یہ اطلاع کی جاتی ہے کہ فلاں شخص کی قرآن خوانی فلاں جگہ پر فلاں تاریخ کو فلاں وقت ہوگی، اور پھر لوگ دور دراز سے سفر کر کے اس اجتماعی قرآن خوانی میں شرکت کا بطور خاص اہتمام کرتے ہیں، بلکہ بعض جگہ تو اس کا رواج اتنا زیادہ ہوگیا ہے کہ ہر محلّے میں مکان در مکان نمبر وار یہ سلسلہ اس طرح چلتا رہتا ہے کہ اس جمعہ کو فلاں مکان میں اجتماعی قرآن خوانی ہوگی، دوسرے جمعہ کو فلاں مکان میں ہوگی اور تیسرے جمعہ کو تیسرے مکان میں ہوگی، یوں ایک مسلسل سلسلہ چل رہا ہے جو ختم ہونے کو نہیں آتا۔

قرآن خوانی کا چلّہ اور دعوت

جب کسی محلّے میں ایک شخص کا انتقال ہوگیا تو اب چالیس دن تک پورے محلّے میں مکان در مکان قرآن خوانی کا سلسلہ چلتا رہے گا۔ اس دوران اگر دوسرے شخص کا انتقال ہو جائے تو دوسرا چلّہ شروع ہو جائے گا۔ چالیسویں دن جا کر اس کا اختتام ہوتا ہے اور چالیسویں دن خاص طور پر محلّے والوں کو

بلانے اور خصوصی اجتماع اور کھانے پینے کا اہتمام ہوتا ہے جس میں تمام محلے والے ضرور جمع ہوتے ہیں اور اس طرح چالیسویں دن قرآن خوانی اور ایک شاندار دعوت پر اس کے انتقال کی خوشی اختتام پزیر ہوتی ہے۔

سنّت واضح ہوتی ہے

اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ اس اجتماعی مروجہ قرآن خوانی کی کیا حقیقت ہے؟ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ سے اس عمل کا کوئی ثبوت ملتا ہے یا نہیں؟ یاد رکھئے! جو چیز سنت ہوتی ہے وہ بالکل واضح اور بے غبار ہوتی ہے، اس لئے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانے میں اسے اختیار فرمایا اور آپ کے جانثار صحابہ کرامؓ اس پر عمل کرتے رہے، حضرات خلفاء راشدین اس کا اہتمام کرتے رہے، ان کے بعد نسلاً بعد نسل تابعین تبع تابعین اور بزرگان دین برابر اس پر عمل کرتے رہے، تقریباً ساری سنتیں اسی طرح واسطہ در واسطہ ہم تک پہنچی ہیں جن کے پہنچنے میں کوئی غبار، کوئی پوشیدگی اور کوئی خفا نہیں ہے۔

رواجی قرآن خوانی ثابت نہیں

جب ہم اس اجتماعی اور رواجی قرآن خوانی پر غور کرکے اور اس کے اندر جو چیزیں پائی جاتی ہیں، ان کا تصور کرکے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ اور صحابہ کرامؓ کی زندگیوں میں اور ان کی تعلیمات میں تلاش کرتے ہیں تو اس رائج الوقت صورت حال کے ساتھ اس کا کہیں سراغ نظر نہیں آتا، اگر

واقعی یہ کوئی پسندیدہ اور مسنون عمل ہوتا تو ظاہر ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خود اس کا اہتمام فرماتے، حالانکہ آپ کے سامنے آپ کے بہت سے پیارے پیارے صحابہ کرامؓ کا انتقال ہوا، آپ کی بعض ازواج مطہرات کا انتقال ہوا، آپ کی اکثر بیٹیوں کا انتقال ہوا، آپ کے صاحبزادوں کا انتقال ہوا اور آپ کے قریب ترین عزیزوں کا انتقال ہوا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ لیکن ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ملتا جس میں آپ نے صحابہ کرامؓ کو باقاعدہ اعلان کر کے کہیں جمع ہونے کے لئے کہا ہو کہ میرے فلاں عزیز کا انتقال ہوگیا ہے، آپ سب لوگ مسجد نبوی ﷺ میں جمع ہو جائیں اور وہاں ہم سب اکٹھے ہو کر قرآن شریف ختم کریں گے اور ان کے لئے ایصال ثواب کریں گے، ایسا کوئی عمل نہیں ملتا، اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ایسا عمل نہیں ملتا تو بعد کے زمانے میں بھی ملنا مشکل ہے، اسی لئے حضرات خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور حضرات تابعین رحمہم اللہ کے زمانے میں بھی ایسا کوئی عمل نہیں ملتا جس کو ہم سند کے طور پر پیش کرسکیں کہ ہمارا یہ عمل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی روشنی میں ہے، یا چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا تھا، لہٰذا ہم بھی ایسا کر رہے ہیں، مگر ایسا کہیں نہیں ملتا، اسی طرح خلفاء راشدینؓ اور تابعین تبع تابعینؒ کے زمانے میں بھی ایسا کوئی عمل نہیں ملتا، اور جب نہیں ملتا تو خود بخود یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ یہ طریقہ بعد کے لوگوں نے بنایا ہے اور جو طریقہ بعد کے لوگ از خود بنائیں جس کی سند اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ ملتی ہو تو اس میں یہ بات

نمایاں طور پر نظر آتی ہے کہ چونکہ سنت کا رنگ اس کے اندر نہیں ہے، اس لئے اس کے اندر بہت سے کام ایسے نظر آئیں گے جو شریعت کی واضح ہدایات کے خلاف ہوں گے، چنانچہ جب ہم اس مروجہ قرآن خوانی میں غور کرتے ہیں تو اس میں بہت سی ایسی باتیں نظر آتی ہیں جو شریعت کے خلاف ہیں۔

مروجہ قرآن خوانی کی خرابیاں

مثلاً پہلی بات تو یہ ہے کہ اس طرح جمع ہو کر قرآن شریف پڑھنا زیادہ سے زیادہ ایک نفل کام ہے، نہ فرض ہے، نہ واجب ہے اور نہ سنت ہے، اور نفل کام کے لئے لوگوں کو زبردستی اکٹھا کرنا، جمع کرنا، بلانا، اور جمع نہ ہونے پر اعتراض ہونا اور دل میں کدورت پیدا ہونا کہ صاحب! ہم نے آپ کو بلایا تھا مگر آپ نے شرکت نہیں کی، یہ عمل شریعت کے اندر ناپسندیدہ ہے۔ شریعت کی اصطلاح میں اس کو ''تداعی'' کہا جاتا ہے، یعنی ایک وہ عمل جو شرعاً نہ فرض ہے اور نہ واجب ہے، لیکن ہم اس کے لئے لوگوں کے جمع ہونے کو اتنی اہمیت دیں کہ اگر وہ شرکت نہ کریں تو اس کی وجہ سے ان کی طرف سے دل میں کدورت پیدا ہو، اور اس پر اعتراض پیدا ہو اور ان کو اس پر طعنہ دیا جائے کہ آپ نے شرکت کیوں نہیں کی؟ اور اگر اس کو کوئی عذر ہو تو وہ عذر بھی ہمارے نزدیک قابل قبول نہ ہو، لہٰذا یہ عمل شریعت میں ناپسندیدہ ہے، ناپسندیدہ اس لئے ہے کہ جب شریعت نے اس کو فرض و واجب اور ضروری قرار نہیں دیا تو تم نے اس کو فرض و واجب کا درجہ کیوں دے دیا؟

دکھاوا اور نمائش

دوسری قباحت اس کے اندر یہ ہے کہ اس قرآن خوانی میں عموماً شرکت بطور دکھاوے کے ہوتی ہے، خالصۃً اللہ تعالیٰ کے لئے نہیں ہوتی، لیکن اگر جمع ہونے کی پابندی نہ ہوتی بلکہ یہ اعلان ہو جاتا کہ ہر شخص مرنے والے کے لئے جہاں اور جب اور جتنی توفیق ہو وہ قرآن کریم پڑھ کر ایصال ثواب کر دے، آپ حضرات کا مرحوم پر احسان ہوگا، تو اس صورت میں جو شخص جتنا ایصال ثواب کرے گا، وہ اللہ کی رضا کے لئے کرے گا، اب اگر تھوڑا عمل بھی کرے گا اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کرے گا تو وہ بہتر ہوگا بنسبت اس کے کہ صرف قرآن خوانی میں دکھاوے کے لئے اور حاضری میں نام لکھوانے کے لئے شرکت کرے، کیونکہ اس طرح اس کے شرکت کرنے میں اور قرآن پڑھنے میں وہ خلوص نہیں رہتا۔

صحیح قرآن خوانی کی تین شرطیں

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ یاد آ گیا، یہ واقعہ آپ کے ایک شاگرد نے سنایا کہ حضرت تھانویؒ جب کانپور میں مدرس تھے تو ایک روز ہم لوگ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں سبق پڑھنے کے لئے حاضر ہوئے تو دیکھا کہ حضرت والا بہت مغموم بیٹھے ہیں، طبیعت پر غم کے آثار ہیں اور افسردگی ہے، ہم نے پوچھا کہ حضرت کیا بات ہے؟ آپ اس قدر غمگین کیوں ہیں؟ حضرت والا نے جواب میں فرمایا کہ گھر سے خط آیا ہے کہ میری

بڑی ہمشیرہ کا انتقال ہوگیا ہے، اس وجہ سے طبیعت غمگین ہے۔ شاگردوں نے حضرت والا سے عرض کیا کہ آج ہم سبق نہیں پڑھیں گے۔ حضرت نے فرمایا کہ میں سبق پڑھانے کے لئے آیا ہوں۔ آپ اندازہ لگائیں کہ بڑی بہن کا انتقال ہوگیا لیکن اظہارِ غم کے لئے یہ نہیں کیا کہ محفل جما کر بیٹھ گئے، بلکہ غم بھی ہو رہا ہے اور ساتھ ساتھ کام کرنے کے لئے تشریف بھی لے آئے۔ جب شاگردوں نے سبق نہ پڑھنے پر زیادہ اصرار کیا تو آپ نے بھی ان کو سبق پڑھنے پر مجبور نہیں فرمایا، اس کے بعد ان طلبہ نے عرض کیا کہ آج ہم اس گھنٹے میں کچھ قرآن کریم کی تلاوت کر کے مرحومہ کو ایصال ثواب کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت والا نے فرمایا کہ میں چند شرطوں کے ساتھ اس کی اجازت دیتا ہوں، اگر تم ان شرائط کی پابندی کر سکو تو ٹھیک ہے ورنہ رہنے دو۔

پہلی شرط یہ ہے کہ تم سب اکٹھے ہو کر قرآن شریف مت پڑھنا بلکہ ہر شخص انفرادی طور پر قرآن کریم کی تلاوت کرے۔

دوسری شرط یہ ہے کہ جو شخص جتنا آسانی کے ساتھ پڑھ سکے وہ اتنا پڑھ کر ایصال ثواب کر دے، اگر ایک پارہ پڑھنا ممکن ہو تو ایک پارہ پڑھ لے، آدھا پارہ پڑھ سکتا ہو تو آدھا پارہ پڑھ لے، ایک پاؤ پڑھ سکتا ہو تو ایک پاؤ پڑھ لے، ورنہ کم از کم تین مرتبہ سورۃ اخلاص ہی پڑھ لے، قرآن کریم ختم کرنا کوئی ضروری نہیں۔

تیسری شرط یہ ہے کہ جب تم پڑھ کر ایصال ثواب کرلو تو کوئی طالب علم مجھے آکر یہ نہ بتائے کہ حضرت! میں نے آپ کی ہمشیرہ کے لئے اتنا قرآن

شریف پڑھا ہے، مجھے بتانے کی ضرورت نہیں۔ اس لئے کہ اگر تم مجھے بتانے کی نیت سے پڑھو گے تو اس میں خلوص کہاں رہے گا، بلکہ اس صورت میں تم اپنے آپ پر جبر کرکے زیادہ پارے پڑھو گے، اس لئے کہ دل میں یہ خیال آئے گا کہ اگر ہم نے ایک پارہ پڑھ کر حضرت والا کو بتایا کہ ایک پارہ پڑھا ہے، تو حضرت کہیں گے کہ بس ایک ہی پارہ پڑھا ہے؟ بس ہم سے اتنی ہی محبت تھی؟ اس لئے ہر طالب علم جبر کرکے زیادہ سے زیادہ پڑھنے کی کوشش کرے گا جس کی وجہ سے اس میں خلوص باقی نہیں رہے گا، اور جب خلوص نہیں ہوگا تو پڑھنے کا ثواب کیا ملے گا۔ لیکن جب یہ پابندی لگا دی کہ مجھے کوئی آکر نہ بتائے تو اب جو طالب علم جتنا بھی قرآن شریف پڑھے گا، وہ خلوص سے پڑھے گا اور خلوص کے ساتھ تین مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھنا دکھاوے کے بغیر خلوص کے لئے پورا قرآن شریف پڑھنے سے یقیناً بہتر ہے۔

لہٰذا اگر ہم بھی یہ تین شرطیں اپنالیں تو ہماری یہ قرآن خوانی بھی درست ہوسکتی ہے، ہماری مروجہ قرآن خوانی میں یہ تینوں قباحتیں موجود ہیں جس کی وجہ سے اس کے اندر نہ سنت کا نور ہے اور نہ خلوص کی روح ہے، بعض مرتبہ ثواب کے بجائے الٹا گناہ کا اندیشہ ہوجاتا ہے، لہٰذا ہمیں بھی یہ شرطیں یاد رکھنی چاہئیں اور آئندہ ان پر عمل کرنا چاہئے، نہ پورا قرآن شریف ختم کرنے کو اپنے اوپر لازم کریں اور نہ جمع ہونے کی پابندی کریں، بلکہ ہر آدمی اپنے طور پر اپنی جگہ جتنا ہوسکے، قرآن شریف پڑھ کر ایصال ثواب کردیا کرے۔

انفرادی ایصال ثواب بہت آسان ہے

یہ انفرادی طور پر ایصال ثواب تو اتنا آسان ہے کہ روزانہ بھی ہوسکتا ہے اور زندگی بھر بھی ہوسکتا ہے، اس لئے کہ ساری پریشانی جمع ہونے کی ہے، دور دراز کے فاصلے ہیں، ہر آدمی مصروف ہے اور سب کا ایک جگہ جمع ہونا بہت مشکل ہے، اور انفرادی عمل میں سہولت ہی سہولت ہے اور عین شریعت کے مطابق بھی ہے اور پورا قرآن شریف ختم کرنے کی پابندی کوئی آسان بھی نہیں ہے، اس لئے کہ کبھی آدمی کے پاس وقت ہوتا ہے اور کبھی نہیں ہوتا، کسی کو فرصت ہے اور کسی کو نہیں، کسی کو عجلت ہے اور کسی کو بیماری ہے، لہٰذا اب سارے لوگ اس پابندی کی وجہ سے بندھے بیٹھے ہیں اور کسی نہ کسی طرح یہ تیس پارے گلے سے اتارنے ہیں، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ جلدی جلدی قرآن شریف پڑھنے میں حروف کی ادائیگی صحیح نہیں ہوتی ہے، کٹ کٹ کر حروف ادا ہوتے ہیں، غنہ اخفاء اور اظہار کی ادائیگی بھی نہیں ہوتی اور الٹا سیدھا قرآن کریم پڑھنے کی وجہ سے پڑھنے والے لعنت کے مستحق ہوتے ہیں، کیونکہ بعض آثار میں ہے کہ بہت سے قرآن شریف پڑھنے والے ایسے ہوتے ہیں کہ قرآن شریف ان پر لعنت کرتا ہے، چنانچہ علماء کرام نے اس کی تشریح میں فرمایا ہے کہ اگر قرآن شریف کے حروف کی ادائیگی صحیح نہ ہو تو قرآن شریف اپنے پڑھنے والوں پر لعنت کرتا ہے اور جب قرآن شریف لعنت کر رہا ہے تو اس پر ثواب کیسے ملے گا؟ بلکہ پڑھنے والا اور گناہ گار ہو رہا ہے، کیونکہ قرآن شریف

کے الفاظ کو تجوید کے مطابق صحیح مخارج سے ادا کرنا واجب ہے اور واجب کی خلاف ورزی گناہ ہوتی ہے۔

پورا قرآن کریم ختم کرنے کی پابندی

لہٰذا تیس پارے ختم کرنے کی پابندی بہت تکلیف دہ ہے، اس کے لئے بعض اوقات لوگ کم جمع ہوتے ہیں، جو بیچارے آگئے وہ پھنس گئے، اب ان کے لئے وہ تیس پارے جو منبر پر رکھے ہوئے ہیں، وہ آفت جان بنے ہوئے ہیں، وہ ان کو دیکھ دیکھ کر گھبرا رہے ہیں کہ یہ تو دو گھنٹے میں بھی ختم نہیں ہوں گے۔ لہٰذا آپ خود فیصلہ کریں کہ وہ اس تکلیف دہ صورت میں کس انداز سے ان کو پڑھ کر ختم کریں گے۔

انگلی اور بسم اللہ کا ختم

قرآن خوانی میں اجتماع کی پابندی کی وجہ سے کچھ ایسے لوگ بھی اس میں شریک ہو جاتے ہیں جنہوں نے قرآن شریف نہ کبھی سیکھا اور نہ کبھی پڑھا۔ چنانچہ وہ لوگ بھی اس میں شریک ہو کر ایک سپارہ اٹھا لیتے ہیں، اور ہر سطر پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر پورا پارہ ختم کر دیتے ہیں، اس کو بسم اللہ کا ختم کہا جاتا ہے۔ اور کوئی اللہ کا بندہ ایسا بھی ہوتا ہے جس کو بسم اللہ بھی نہیں آتی یا بسم اللہ کا ختم نہیں جانتا تو وہ یہ کرتا ہے کہ زبان سے کچھ نہیں پڑھتا بلکہ ہر سطر پر انگلی پھیرتا چلا جاتا ہے، یہ انگلی کا ختم کہلاتا ہے۔ اب آپ بتائیے کہ قرآن کریم اور حدیث شریف میں بسم اللہ کے ختم کا کہیں ثبوت ہے؟ یہ ساری

مصیبت اجتماع کی پابندی کی وجہ سے آئی ہے، چونکہ قرآن خوانی کا اعلان ہو چکا ہے، اس لئے اس اعلان پر لبیک کہنا ضروری ہے، وہ اعلان اذان سے بھی بڑھ کر ہے، جتنے بے نمازی ہیں، وہ اذان سن کر مسجد میں نہیں آئیں گے لیکن قرآن خوانی کا اعلان سن کر سب سے پہلے پہنچے ہوئے ہوں گے۔

ختم سے پہلے نہ جاسکنا

اور پھر جب تک وہ قرآن شریف پورا ختم نہیں ہوگا، اس وقت تک کوئی شخص وہاں سے نہیں اٹھ سکتا، اب اندر سے طبیعت اکتا رہی ہے، ضروری کام پیش آرہا ہے، کہیں جانے کا تقاضہ ہے، لیکن رسم و رواج کی وجہ سے ہم اس کے پابند ہیں کہ کسی طرح تیس پارے مکمل ہوں تو ہم یہاں سے چھوٹیں۔ اس لئے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ مقدار کی کوئی پابندی نہ ہو، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں تو خلوص دیکھا جاتا ہے، اگر خلوص کے ساتھ ایک آیت بھی پڑھی جائے گی تو وہ بغیر خلوص کے ایک پارے سے بہتر ہے۔

دوسری بات یہ تھی کہ سب اپنی اپنی جگہ پر قرآن کریم کی تلاوت کریں، جس کو جتنی فرصت ہو، اس کے مطابق قرآن شریف محض اللہ کے لئے پڑھ کر ایصال ثواب کردے، نہ مرنے والے کے پسماندگان کو بتانے کی ضرورت ہے اور نہ وہ خود لوگوں سے پوچھیں کہ آپ نے ہمارے مرحوم کو کتنے پارے پڑھ کر بخشے؟ اس لئے کہ یہ ایصال ثواب تو ہمارے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ایک

معاملہ ہے اب ہم نے اپنی طرف سے درمیان میں مرحوم کے پسماندگان کو اس طرح داخل کرلیا ہے کہ ان کے اعلان پر ہم ایصال ثواب کریں، پھر ان کو بتائیں کہ ہم نے اتنے پارے پڑھ لئے ہیں اور پھر ان سے اجازت لے کر رخصت ہوں۔ یہ ساری پابندیاں ہم نے اپنی طرف سے بڑھالی ہیں جس کی وجہ سے ہم خود مصیبت میں گرفتار ہیں، شریعت نے اس میں کوئی پابندی نہیں لگائی تھی بلکہ اس کو بہت آسان کر دیا تھا، مگر ہم نے اس کو مشکل بنا دیا ہے۔

سجدہ تلاوت نہ کرنا

اور پھر اس اکٹھے اور جمع ہونے میں ایک قباحت اور بھی ہے، وہ یہ کہ چونکہ ہم قرآن شریف پڑھتے پڑھاتے نہیں ہیں، اس لئے اس کے ضروری احکام سے بھی بے خبر ہیں، چنانچہ ایک ضروری حکم یہ ہے کہ قرآن شریف میں چودہ سجدے واجب ہیں، کوئی شخص جب ان آیات سجدہ کو پڑھے یا سنے تو پڑھنے والے پر اور سننے والے پر سجدہ تلاوت واجب ہو جاتا ہے۔ لیکن اس اجتماعی قرآن خوانی میں قرآن شریف تو سب پڑھ لیتے ہیں، مگر سجدہ تلاوت کرنے والے نظر نہیں آتے، اس لئے کہ اکثر لوگوں کو اس کے بارے میں یہ حکم معلوم ہی نہیں ہے اور جب معلوم نہیں ہے، تو سجدہ کیوں کریں گے، اس طرح وہ سجدہ تلاوت پڑھنے والوں کے ذمہ واجب رہ جاتے ہیں۔ اب آپ دیکھیں کہ قرآن شریف پڑھنے کا جو عمل نفل تھا وہ تو ادا کرلیا، لیکن واجب اپنے گردن پر رہ گیا اور پھر ساری عمر ان سجدوں کو ادا کرنے کی توفیق نہیں ہوتی اور

وہ یوں ہی دنیا سے رخصت ہو جائیں گے اور وہ واجب اپنے ذمہ لے جائیں گے، پھر اللہ کے یہاں اس پر پکڑ ہو گی۔

دوسروں کی طرف سے سجدۂ تلاوت کرنا

بعض جگہ یہ سننے میں آیا ہے کہ جو شخص قرآن خوانی کا انتظام کرتا ہے، وہ خود سب کی طرف سے چودہ سجدے ادا کرلیتا ہے، یہ تو ایسا ہوگیا جیسے کسی نے دوسرے کی طرف سے فرض نماز پڑھ لی۔ مثلاً ایک شخص دوسرے سے کہے کہ بھائی! میں نے تمہاری طرف سے فجر کی نماز پڑھ لی ہے، کیونکہ فجر میں تم سے اٹھا نہیں جاتا ہے اور تم سوتے رہتے ہو۔ تو جس طرح دوسرے کی طرف سے نماز نہیں پڑھی جاسکتی، اسی طرح دوسرے کی طرف سے سجدہ تلاوت بھی نہیں کیا جاسکتا۔

ایک جھوٹے پیر کا قصہ

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مواعظ میں ایک جھوٹے پیر کا قصہ بیان فرمایا ہے اور پہلے زمانے میں جھوٹے پیر بہت ہوا کرتے تھے جنہوں نے غلط کام کر کے شریعت کو بدنام کیا اور ان کی وجہ سے لوگ بھی دین سے بیزار ہوگئے۔ اسی قسم کے ایک جھوٹے پیر صاحب ایک گاؤں میں اپنے مریدوں کے یہاں پہنچے، گاؤں والوں نے دیکھا کہ پیر صاحب بہت کمزور اور دبلے ہو رہے ہیں، انہوں نے پوچھا کہ حضرت! کیا بات ہے آپ اتنے کمزور کیوں ہو رہے ہیں؟ پیر صاحب نے ایک آہ کھینچ کر جواب دیا کہ میں کمزور

کیوں نہ ہوں؟ میں تمہاری طرف سے نمازیں پڑھتا ہوں، تمہاری طرف سے روزے رکھتا ہوں، اور خیر یہ تو میرے لئے آسان ہیں لیکن ان سے بڑھ کر یہ غم ہے کہ قیامت کے روز تم سب کی طرف سے پل صراط پر چلوں گا جو بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے، چونکہ تم سب مجھ سے بیعت ہوگئے ہو، اس لئے تم سب کو جنت میں پہنچانے کی ذمہ داری بھی میری ہے، اس لئے اس غم میں دبلا اور کمزور ہوگیا ہوں، بس اس کی فکر مجھے ہر وقت لاحق رہتی ہے۔ جب گاؤں والوں نے پیر کی یہ دردمندی دیکھی تو ایک زمیندار کو بڑا رحم آیا کہ پیر صاحب تو ہماری طرف سے بڑی محنت اٹھا رہے ہیں، اس زمیندار نے حصرت سے عرض کیا کہ میں نے اپنا چاول کا کھیت آپ کی نذر کیا۔ پیر صاحب ہوشیار آدمی تھے، انہوں نے فوراً کہا کہ زبانی ہبہ کافی نہیں ہوتا، قبضہ بھی ضروری ہوتا ہے۔ لہٰذا پیر صاحب نے پوچھا کہ وہ زمین کدھر ہے؟ کس نمبر کا پلاٹ ہے؟ کس طرف واقع ہے؟ مقصد اس کا یہ تھا کہ اس پر عملی طور پر قبضہ بھی کرلوں تاکہ ہبہ تمام ہو جائے اور یقینی طور پر میرے قبضے میں آجائے اور میں مالک بن جاؤں، اس زمیندار کا کیا اعتبار ہے، ہوسکتا ہے کہ کل کو اپنی بات سے پھر جائے، چنانچہ اس زمیندار نے جواب دیا کہ وہ اس طرف ہے، چلئے دیکھ لیجئے!

آپ کو معلوم ہی ہے کہ چاول کے کھیت میں کئی فٹ پانی کھڑا رہتا ہے، اور کھیتوں کے درمیان پگ ڈنڈی بھی پتلی سی ہوتی ہے، اور اگر اس پگ ڈنڈی کے دونوں طرف اتنا پانی ہوگا تو وہ خشک بھی نہیں ہوگی بلکہ وہ بھی گیلی اور چکنی

ہو رہی ہوگی، چنانچہ یہاں بھی ایسا ہی تھا۔ وہ زمیندار پیر صاحب کو لے کر چلا کہ حضرت! چاول کا کھیت اس طرف ہے، اب پیر صاحب اس پک ڈنڈی پر چلے، پیر صاحب آگے آگے اور زمیندار پیچھے پیچھے، اب پیر صاحب کا پاؤں کبھی اِدھر پھسلے اور کبھی اُدھر پھسلے، بہت سنبھلنے کی کوشش کی، مگر چونکہ کبھی ایسا چکنی جگہ اس سے پہلے چلے نہیں تھے، آخر چلتے چلتے ایک جگہ ایسا پاؤں پھسلا کہ سیدھے کھیت کے پانی میں جا گرے، اور جیسے ہی گرے ویسے ہی زمین دار نے بھی پیچھے سے ایک لات ماری اور کہا کہ کم بخت، جھوٹا کہیں کا، تجھ سے اتنی موٹی اور چوڑی پگڈنڈی پر تو چلا نہیں گیا، وہاں پل صراط پر کیا چلے گا؟ ایسا لگتا ہے کہ وہاں بھی ہمیں جہنم میں گرائے گا، جا میں اپنا کھیت نہیں دیتا۔

بہرحال! اس اجتماعی قرآن خوانی میں بعض جگہ یہ خرابی ہوتی ہے کہ پورے چودہ سجدے ایک شخص ہی ادا کر لیتا ہے، حالانکہ اگر کوئی شخص دوسرے سے کہہ بھی دے کہ میری طرف سے سجدہ کر لینا، تب بھی وہ سجدہ ادا نہیں ہوگا، بلکہ جس شخص نے وہ سجدے کی آیت پڑھی ہے، وہی یہ سجدہ تلاوت ادا کرے گا۔

نام ونمود کی خرابی

پھر اس اجتماعی قرآن خوانی میں باقاعدہ نام ونمود اور نمائش ہوتی ہے اور اس کا باقاعدہ پرچار کیا جاتا ہے اور فخر کے طور پر بیان کیا جاتا ہے کہ والد صاحب کی قرآن خوانی میں اتنے لوگ جمع ہوئے تھے، اتنے قرآن ختم ہوئے

تھے، فلاں افسر بھی تشریف لائے تھے، اتنا بڑا اجتماع ہوا تھا، اتنے لوگ شریک ہوئے تھے، یہ سب کیا ہے؟ یہ سب نام ونمود اور نمائش ہے۔ اور سب مسلمان جانتے ہیں کہ شریعت میں ریاکاری اور نمائش نہایت مذموم چیز ہے، ریاکاری کے ذریعہ انسان کا بڑے سے بڑا عمل ضائع ہو جاتا ہے، حدیث شریف کی رو سے جس طرح آگ میں لکڑی جل کر ختم ہو جاتی ہے، اسی طرح نیک عمل بھی ریاکاری کی وجہ سے ختم ہو جاتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے یہاں مقبول نہیں ہوتا۔ لہٰذا یہ عمل جو صرف اللہ تعالیٰ کے لئے کرنا تھا اور اس کا ثواب میت کو پہنچانا تھا، ریاکاری نے اس سارے عمل کو آگ لگا دی، اور اس میں ثواب تو ملا نہیں اور الٹا ریاکاری کا گناہ سر پر آ گیا۔

طعام وشیرینی کی پابندی

پھر اس اجتماعی قرآن خوانی میں کھانے پینے کا بھی خصوصی اہتمام کرنا پڑتا ہے، خاص کر جو محلّوں میں ہفتہ واری قرآن خوانی ہوتی ہے، آج اس مکان میں ہو رہی ہے، کل اس مکان میں ہوگی، ان میں ناشتے پانی کا بھی انتظام کرنا ہوتا ہے، اور اگر کوئی اس کا انتظام نہ کرے تو اس پر اعتراض ہوتا ہے، اور لعنت ملامت کی جاتی ہے، اور اگر کوئی شخص سوکھی ساکھی قرآن خوانی کرلے تو پھر دوبارہ اس کا کبھی نمبر نہیں آتا، اور اگر اس کا نمبر آ بھی گیا تو اس وقت اس کے گھر پر ایک دو آدمی سے زیادہ نہیں آئیں گے اور وہ بھی صرف قل ہو اللہ پڑھ کر ایصال ثواب کر کے چلے جائیں گے۔ علمائے کرام فرماتے ہیں

کرنے کی کوئی پابندی نہیں، اور کسی خاص مقدار کی بھی کوئی پابندی نہیں، بلکہ قرآن کریم پڑھنے کی بھی پابندی نہیں، چاہو تو صرف دو رکعت نفل پڑھ کر اس کا ثواب پہنچا دو، دو روپے خیرات کر کے اس کا ثواب پہنچا دو، یا سبحان اللہ، الحمدللہ، اللہ اکبر کی ایک یا دو تسبیح پڑھ کر اس کا ثواب پہنچا دو، اور اگر یہ بھی نہ ہوسکے تو کم از کم اتنا کرلو کہ گڑگڑا کر توجہ اور دھیان کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کریں کہ اے اللہ! اس کی مغفرت فرما، اس پر رحم فرما، اس کو عافیت عطا فرما، اس کو دوزخ سے نجات عطا فرما اور جنّت الفردوس عطا فرما۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب کوئی شخص مرنے والے کے لئے یہ دعا کرتا ہے کہ اے اللہ! اس کی مغفرت فرما اور اس پر رحم فرما تو اللہ تعالیٰ پہاڑوں کے برابر ثواب اس کی قبر میں پہنچا دیتے ہیں دیکھئے! نہ قرآن شریف ختم ہوا، نہ دو روپے خیرات ہوئے، نہ دو نفل پڑھی اور نہ دو تسبیحات پڑھیں، بلکہ صرف اس کے لئے دعا کر دی تو یہ دعا بھی اس کے لئے نافع ہے، اب ہر آدمی آسانی کے ساتھ یہ دعا کرسکتا ہے اور یہ سہولت سنّت پر عمل کرنے کی بدولت حاصل ہو جائے گی۔

سورہ اخلاص کے فضائل و برکات

اور اگر کچھ پڑھ کر ہی ایصال ثواب کرنا چاہتے ہو تو قل ہو اللہ پڑھ کر ایصال ثواب کردو۔ حدیث میں اس کے بڑے فضائل آئے ہیں۔ یہ تو سب کو معلوم ہے کہ تین مرتبہ ''قل ہو اللہ'' پڑھنے سے ایک قرآن کریم کا ثواب ملتا

ہے (بخاری) اور حدیث میں ہے کہ:

اگر کوئی شخص فجر کی نماز کے بعد ۱۲ مرتبہ "قل ھو اللہ" پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کو چار قرآن کریم کے برابر ثواب عطا فرماتے ہیں۔ (کنز العمال)

اب مرحوم کے جتنے تعلق رکھنے والے ہیں، اگر وہ سب روزانہ یہ معمول بنالیں کہ فجر کی نماز کے بعد ۱۲ مرتبہ "قل ھو اللہ" پڑھ کر ایصال ثواب کر دیا کریں گے تو مرحوم کو قبر میں کتنا اجر و ثواب پہنچ جائے گا اور اس کی خوشی کا کیا ٹھکانہ ہوگا۔ دیکھئے! جب رواج سے ہٹ کر شریعت کی حدود میں آ کر سنّت پر عمل کیا تو سہولت اور آسانی بھی ہوگئی اور مرحوم کا بھی بھلا ہوگیا اور ایصال ثواب کا جو مقصد تھا وہ بھی پورا حاصل ہوگیا۔

جنّت میں ایک محل

ایک حدیث شریف میں ہے کہ جب کوئی شخص دس مرتبہ "قل ھو اللہ" پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنّت میں ایک محل بنا دیتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! پھر تو ہم جنّت میں بہت سارے محل بنالیں گے۔ آپ نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ دینے پر قادر ہے یعنی تم ایک دن میں چاہے ایک ہزار مرتبہ پڑھ لو یا ایک لکھ مرتبہ پڑھ لو، بہرحال تم محدود مقدار میں پڑھو گے اور اللہ تعالیٰ کی عطا لامحدود ہے اور محدود کا لامحدود سے کیسے مقابلہ ہوسکتا ہے؟ اگر ساری دنیا والے

مل کر جتنی مرتبہ چاہیں قل ھواللہ پڑھ لیں مگر اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ دینے پر قادر ہیں۔ لہٰذا اگر ہم روزانہ فجر کے بعد ۱۲ مرتبہ "قل ھواللہ" پڑھیں گے تو دس مرتبہ پڑھنا بھی اس میں آ گیا تو ایک محل بھی تیار ہو جائے گا اور چار قرآن کریم کا ثواب بھی انشاء اللہ تعالیٰ مل جائے گا۔

ایک روایت میں ہے کہ:

اگر کوئی شخص دو سو مرتبہ "قل ھواللہ" پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے دو سو سال کے گناہ معاف فرما دیتے ہیں یعنی گناہ صغیرہ معاف فرما دیتے ہیں۔ (کنز العمال)

یہ اعمال ہم اپنے لئے بھی کر سکتے ہیں اور اپنے مرحومین کے لئے بھی کر سکتے ہیں، اس لئے کہ ہمیں بھی اپنی مغفرت کی ضرورت ہے اور ہمیں بھی جنت میں محلات کی ضرورت ہے، لہٰذا جب مرحومین کے لئے کریں تو اپنے لئے بھی ضرور کریں، اور جب اپنے لئے کریں تو پھر مرحومین کے لئے علیحدہ سے کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ جو بھی ہم اپنے لئے پڑھیں، اسی کا ثواب مرحومین کو پہنچا دیں۔

ایصال ثواب سے اپنے ثواب میں کمی نہ آنا

اور نفل عبادت کا ثواب کسی مرحوم کو پہنچانے سے پڑھنے والے کے ثواب میں کوئی کمی نہیں آتی۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ اگر کوئی شخص کسی روزہ دار کا روزہ کھلوا دے تو اللہ تعالیٰ روزہ کھولنے والے کے روزے کا ثواب

روزہ کھلوانے والے کو عطا فرما دیتے ہیں اور روزہ کھولنے والے کے ثواب میں کوئی کمی نہیں آتی۔ اس لئے آپ جو کچھ پڑھ کر ایصال ثواب کریں گے، آپ کے ثواب میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی اور حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہما کا یہی مسلک ہے کہ ایصال ثواب کرنے سے پڑھنے والے کے ثواب میں کوئی کمی نہیں آتی، اس لئے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ معمول تھا کہ روزانہ جتنی نفل عبادات کرتے، ان کا ثواب پوری امت کو یعنی انبیاء علیہم السلام، صحابہ کرامؓ، تابعینؒ، تبع تابعینؒ، اولیاء کرامؒ اور پوری امت مسلمہ کو اس کا ثواب پہنچا دیتے تھے۔ البتہ علماء نے یہ فرمایا ہے کہ فرض اور واجب عبادات کا ثواب دوسروں کو پہنچانا منع ہے جیسے فرض نماز، فرض روزے، فرض حج فرض زکوٰۃ، اس لئے ثواب اگر پہنچانا ہو تو نفل عبادات کا پہنچانا چاہئے، اور مسنون عبادات بھی نفل کے اندر داخل ہیں، ان کا ثواب بھی پہنچا سکتے ہیں۔

ایصال ثواب سے ثواب کم نہ ہونے کی دو مثالیں

نفل عبادت کا ثواب دوسروں کو پہنچانے سے خود کرنے والے کے ثواب میں کمی نہیں آتی، اس کو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے دو مثالوں کے ذریعہ سمجھایا ہے، ایک مثال تو یہ بیان فرمائی کہ دیکھو ایک چراغ سے سو چراغ جلا سکتے ہیں، لیکن اس سے پہلے چراغ کی روشنی میں کوئی کمی نہیں آتی، سو چراغ بھی روشن ہو گئے اور پہلا چراغ بدستور روشن ہے۔ اور دوسری مثال علم

ہے کہ ایک عالم ساری عمر درس دیتا ہے اور لوگوں کو پڑھاتا ہے لیکن اس کی وجہ سے اس کے علم میں کمی نہیں آتی بلکہ علم میں اور ترقی ہوتی ہے، یہ نہیں ہوتا کہ ایک استاد نے آج ایک کتاب پڑھا کر ختم کر دی تو اب وہ استاد کتاب بھول گیا اور شاگرد عالم بن گیا اور جب شاگرد نے آگے دوسرے کو وہ کتاب پڑھائی تو شاگرد بھی بھول گیا اور جاہل ہوگیا، بلکہ ہوتا یہ ہے کہ استاد ساری زندگی کتاب پڑھاتا رہتا ہے اور پھر اس کے شاگرد بھی اس کی زندگی میں پڑھانا شروع کر دیتے ہیں لیکن کسی کے علم میں کمی نہیں ہوتی، اسی طرح ثواب بھی علم کی طرح ایک معنوی چیز ہے اور ایک نور ہے، جس طرح چراغ دنیا کا ایک مادی نور ہے، اسی طرح ثواب آخرت کا روحانی نور ہے، اور جب دنیا کے مادی نور میں کوئی کمی نہیں آتی تو آخرت کا ثواب جو اس سے بدرجہ اعلیٰ لطیف اور بڑھ کر ہے تو اس میں کیسے کمی آسکتی ہے؟ اس لئے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے روزانہ کی نفل عبادات کا ثواب سب کو پہنچا دیا کرتے تھے، ہمیں بھی اس پر عمل کرنا چاہئے۔

بعض علماء کے نزدیک ثواب تقسیم ہوتا ہے

دوسری طرف بعض علماء کا یہ مسلک ہے کہ عبادات کا ثواب اگر دوسروں کو پہنچایا جائے تو وہ ثواب تقسیم ہوکر پہنچتا ہے، مثلاً اگر ایک قرآن کریم کا ثواب دس آدمیوں کو پہنچائیں گے تو وہ ثواب دس حصوں میں تقسیم ہوکر پہنچے گا اور ہر ایک کو دسواں حصہ ملے گا۔ لہٰذا دونوں طریقوں پر اس طرح عمل کرنا

چاہئے کہ کچھ نفل عبادات کا ثواب سب کو پہنچانا چاہئے، البتہ جو اپنے بہت قریبی تعلق والے ہیں مثلاً ماں باپ، مشائخ اور اساتذہ کرام، اہل وعیال وغیرہ ان کے لئے الگ سے خاص طور پر کچھ پڑھ کر ثواب پہنچانا چاہئے، مثلاً ۱۲ مرتبہ قل ھو اللہ پڑھ کر صرف ماں باپ کو پہنچا دیں، اس میں دوسروں کو شریک نہ کریں، پھر دوبارہ بارہ مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھ کر اپنے مشائخ کو اور اپنے اساتذہ کو پہنچا دیں، اس میں سب کو شریک نہ کریں، اور پھر ۱۲ مرتبہ پڑھ کر ساری امت کو شریک کرلیں اور یوں کہیں کہ یا اللہ! اپنی رحمت سے اس کا ثواب پوری امت کو پہنچا دیجئے، تاکہ دونوں طریقوں پر عمل ہو جائے۔

ایصال ثواب کا آسان طریقہ

لہٰذا اپنا یہ معمول بنالیں کہ جب دن میں پانچ وقت نماز پڑھنے کے لئے گھر سے مسجد کی طرف چلیں تو راستے میں جاتے ہوئے بیس مرتبہ ''قل ھواللہ'' پڑھ لیں اور جب نماز سے فارغ ہو کر واپس گھر جائیں تو اس وقت بیس مرتبہ ''قل ھواللہ'' پڑھ لیں، اس طرح ایک نماز کے وقت چالیس مرتبہ ''قل ھواللہ'' ہو جائے گی اور پورے دن میں دو سو مرتبہ بہت آسانی کے ساتھ ''قل ھواللہ'' ہو جائے گی، اب آپ ان دو سو کے اندر حساب لگالیں کہ ہر تین مرتبہ پر ایک قرآن کریم کا ثواب اور ہر دس مرتبہ پر جنت میں ایک محل، اس طرح تقریباً ساٹھ قرآن شریف کا ثواب حاصل ہو جائے گا اور جنت میں بیس

محل بن جائیں گے، اور جب یہ ثواب آپ دوسرں کو پہنچائیں گے تو ان کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہوگا۔

وہ اس قدر کیوں خوش ہوں گے؟ اس کی وجہ یہ ہے (اللہ تعالیٰ ہماری عقلوں میں اس بات کو سمجھنے کی صلاحیت پیدا فرما دے، آمین) کہ انسان زندگی میں آخرت کے لئے سب کچھ کرسکتا ہے، لیکن مرنے کے بعد دوسروں کا محتاج ہوتا ہے، یہ بھی اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ آخرت سے پہلے اور دنیا سے جانے کے بعد درمیان میں انہوں نے بخشش اور مغفرت کی ایک اور صورت رکھ دی ہے کہ دنیا والے اس مرحوم کے لئے دعائیں کرکے اس کی بخشش اور مغفرت کا سامان کر دیں اور ایسال ثواب کرکے اس کے گناہ گھٹا دیں اور نیکیاں بڑھا دیں۔ بہرحال! جب دنیا والے ثواب پہنچائیں گے تو ان کو ثواب پہنچتا رہے گا اور ان کے نامہ اعمال میں اضافہ ہوتا رہے گا۔

ستر ہزار کلمہ کی فضیلت

ایک روایت میں ہے کہ اگر کوئی شخص ستر ہزار مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھ کر کسی مرحوم کو بخش دے تو وہ قبر کے عذاب سے نجات پا جاتا ہے۔ چنانچہ امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "نزھۃ البساتین" میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میرے محلے میں ایک نیم مجذوب قسم کے آدمی رہتے تھے، کبھی کبھی ایسی باتیں کیا کرتے تھے جس کی وجہ سے مجھے یہ شک ہوتا تھا کہ شاید یہ اصلی مجذوب نہیں ہیں بلکہ بناوٹی مجذوب ہیں مگر اس بات کا یقین نہیں

تھا، ایک دن ایسا ہوا کہ ایک دعوت میں وہ بھی مدعو تھے اور میں بھی مدعو تھا، کھانا کھایا جا رہا تھا، کھانا کھانے کے دوران ان پر یکا یک ایک حال طاری ہوا اور اس حال کے اندر وہ زور زور سے رونے لگے اور بار بار یہ کہنے لگے کہ ہائے! میری ماں کو قبر کا عذاب ہو رہا ہے، میری ماں بہت سخت عذاب میں مبتلا ہے، میری ماں کو بچاؤ۔ میں نے دل ہی دل میں یہ سوچا کہ میں نے کلمہ طیبہ کو ستر ہزار مرتبہ پڑھا ہوا ہے، آج میں اس کی ماں کو اس کا ثواب بخش کر یہ آزمائش کرتا ہوں کہ یہ مجذوب سچا ہے یا جھوٹا ہے؟ اور اس کے بارے میں جو روایت مجھ تک پہنچی ہے وہ درست ہے یا نہیں؟ چنانچہ میں نے دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ یا اللہ! میں نے جو ستر ہزار مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھا ہوا ہے، وہ میں نے اس کی ماں کے اوپر قربان کیا۔ جیسے ہی میں نے یہ دعا کی، اس کے دوسرے لمحے میں نے اس مجذوب کو دیکھا کہ وہ خوش ہو کر کہنے لگا کہ اب تو میری ماں قبر کے عذاب سے بچ گئی اور وہ بڑے آرام میں ہے اور اس کا سب عذاب ختم ہو گیا ہے۔ وہ بزرگ فرماتے ہیں کہ اس واقعہ سے مجھے دو باتیں حاصل ہوئیں، ایک یہ کہ ستر ہزار والی روایت جو مجھے پہنچی تھی اور اس کی مجھے تحقیق نہیں تھی کہ آیا یہ روایت مستند ہے یا نہیں؟ اب مجھے اطمینان ہو گیا کہ یہ روایت سچی ہے، کیونکہ میں نے خود تجربہ کر کے دیکھ لیا، دوسرے یہ کہ مجھے اس مجذوب کے بارے میں شبہ رہتا تھا کہ یہ اصلی مجذوب ہے یا بناوٹی مجذوب ہے؟ اب وہ میرا شبہ بھی دور ہو گیا اور وہ بدگمانی جو رہتی تھی وہ بھی الحمدللہ دور ہو گئی اور اس کا اطمینان ہو گیا کہ یہ سچا مجذوب ہے، جھوٹا نہیں ہے۔

موت سے پہلے موت کی تیاری

بہرحال! اللہ تعالیٰ نے عالم برزخ میں بھی ہمارے لئے یہ رحمت کا سامان کیا ہوا ہے کہ اگر دنیا والے مرنے والے کو ثواب پہنچاتے رہیں اور اس کے لئے بخشش کی دعا کرتے رہیں تو وہاں بھی مغفرت کا سامان ہو سکتا ہے، اسی لئے اہل برزخ منتظر رہتے ہیں، لہٰذا اس سے پہلے کہ ہم منتظر ہوں، ہمیں اپنے لئے سب کچھ کر لینا چاہئے، کسی دوسرے پر بھروسہ نہیں کرنا چاہئے، جیسے دنیا کے کاموں میں دوسروں پر تکیہ کر کے نہیں بیٹھتے بلکہ از خود محنت کرتے ہیں اور کماتے کھاتے ہیں، یہی اصول آخرت کے لئے بھی اپنانا چاہئے کہ از خود آخرت کے لئے تیاری کریں اور محنت مشقت برداشت کر کے آخرت بنائیں، یہ دنیا ختم ہو جانے والی ہے اور آخرت باقی رہنے والی ہے، جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے، وہ باقی رہے گا اور جو ہم یہاں جمع کرتے ہیں، وہ ختم ہو جائے گا۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے:

مَاعِنْدَكُمْ يَنفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ

جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ ختم ہو جائے گا اور جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ باقی رہنے والا ہے۔

اب ہم فانی کی خوب کوشش کریں، اور باقی کے لئے کوئی محنت اور کوشش نہ کریں یہ بڑی ناسمجھی کی بات ہے۔

مرنے والے کی زندہ آدمی زندہ کو نصیحت

ایک بزرگ ایک قبرستان سے گزر رہے تھے، بطور کرامت ایک صاحب قبر کا حال ان پر منکشف ہوا، انہوں نے دیکھا ایک قبر میں ایک میت بالکل صحیح سلامت اور زندہ ہے، انہوں نے جا کر سلام کیا، اس نے سلام کا جواب دیا۔ پھر ان بزرگ نے اس سے پوچھا کہ تم پر کیا حال گزرا؟ اس نے جواب دیا کہ میں بالکل ٹھیک ہوں، البتہ ایک بات میں آپ سے کہنا چاہتا ہوں، وہ یہ کہ دنیا میں جو ہم نے قبر کے بارے میں سنا تھا کہ نیک کام کرنے سے قبر میں راحت و آرام اور اجر و ثواب ملتا ہے اور گناہ کرنے سے قبر میں تکلیف اور عذاب ہوتا ہے، یہاں آ کر میں نے ہر چیز اپنی آنکھوں سے دیکھ لی ہے، جو کچھ سنا تھا اس کو بالکل صحیح پایا، نیک کام کا ثواب بھی دیکھ لیا اور برے کام کا عذاب بھی دیکھ لیا، لیکن یہ سب کچھ دیکھنے کے بعد اب میں کچھ کرنا چاہوں تو نہیں کرسکتا، اور تم اس وقت جہاں ہو اور جہاں سے تم مجھ سے باتیں کر رہے ہو۔ گو تم نے ان چیزوں کا مشاہدہ نہیں کیا۔ لیکن تم سب کچھ کر سکتے ہو مگر کرتے نہیں ہو۔ یعنی میں اگر یہاں کوئی نیک کام کروں تو کوئی ثواب نہیں اور اگر تم کرو گے تو فوراً ثواب ملے گا۔

ایک سبحان اللہ کے بدلے ستر ہزار قرآن کریم دینا

میرے ایک دوست نے ایک بزرگ کا واقعہ سنایا کہ وہ ایک قبرستان سے جا رہے تھے کہ ان پر بھی ایک قبر کا حال منکشف ہوا، انہوں نے دیکھا کہ

میت قبر کے اندر صحیح سلامت اور زندہ ہے اور قرآن شریف پڑھنے میں مشغول ہے، انہوں نے اس قبر والے سے کہا کہ ہم نے یہ سنا تھا کہ مرنے کے بعد کوئی عمل نہیں ہے، وہاں صرف دو چیزیں ہیں، یا عذاب ہے یا آرام ہے، گناہوں کی وجہ سے عذاب میں رہتا ہے یا نیکیوں کی وجہ سے آرام میں رہتا ہے، لیکن یہ نہیں سنا تھا کہ وہاں بھی تلاوت، نماز اور تسبیح کرنی ہوگی، پھر تم یہاں قرآن کریم کی تلاوت کیوں کر رہے ہو؟ اس میت نے جواب دیا کہ جب کوئی شخص دنیا سے عالم برزخ میں قدم رکھتا ہے تو قبر میں رکھنے کے بعد اس سے پہلے تین سوال و جواب ہوتے ہیں، اگر وہ ان میں کامیاب ہو جاتا ہے تو اس کے بعد اس سے کہا جاتا ہے کہ تمہیں قبر میں اپنا وقت قیامت کے انتظار میں گزارنا ہے تاکہ جب سب دنیا والے یہاں آجائیں تو آخرت قائم ہو، لہٰذا یہ قبر تمہاری انتظار گاہ ہے اور اگر تمہارے پاس یہاں کوئی مصروفیت اور مشغلہ نہیں ہوگا تو تم خالی پڑے پڑے اکتا جاؤ گے، اس لئے تم اپنا پسندیدہ کام جو تمہیں دنیا میں اچھا لگتا تھا وہ بتا دو، تمہیں یہاں اس کی اجازت دے دی جائے گی۔ چنانچہ مجھے بھی یہ کہا گیا تو چونکہ دنیا کے اندر میں قرآن کریم کی تلاوت کو بہت محبوب رکھتا تھا، قرآن کریم کا عاشق تھا اور ہر وقت تلاوت کرتا رہتا تھا، اس لئے میں نے عرض کیا کہ اگر مجھے قرآن کریم کی تلاوت کی اجازت مل جائے تو یہ میرے لئے بہت کچھ ہے، چنانچہ مجھے اجازت مل گئی، اس لئے میں ہر وقت قرآن شریف پڑھتا رہتا ہوں۔

اس کے بعد میت نے ان بزرگ سے کہا کہ میں نے یہاں قبر میں ستر ہزار قرآن شریف ختم کئے ہیں، یہ میں آپ کو دیتا ہوں اور آپ اوپر سے ایک مرتبہ ''سبحان اللہ'' کہنے کا ثواب مجھے دے دیجئے۔ ان بزرگ نے حیرت سے کہا کہ یہ تو بہت سستا سودا ہے، اس کی کیا وجہ ہے؟ اس میت نے جواب دیا کہ بات دراصل یہ ہے کہ تم جہاں سے باتیں کر رہے ہو، وہاں ''سبحان اللہ'' کا بڑا ثواب ہے اور یہاں ستر ہزار قرآن شریف کا ایک ''سبحان اللہ'' کے برابر بھی ثواب نہیں۔

زندگی میں آخرت کی تیاری کریں

دیکھئے! اب اس وقت ہم اوپر ہیں اور واقعتہً اگر ایک مرتبہ ''سبحان اللہ'' کہیں تو جنت میں ایک درخت لگ جائے، دس مرتبہ ''قل ھواللہ'' پڑھ لیں تو جنت میں ایک محل تیار ہو جائے، لیکن اگر قبر میں جا کر سوا لاکھ مرتبہ بھی ''قل ھو اللہ'' پڑھیں گے تو ایک محل بھی نہیں بنے گا، ایک قرآن شریف کا بھی ثواب نہیں ملے گا۔ یہ کتنا سبق آموز واقعہ ہے، مگر ہمارا وہی حال ہے جیسا کہ پچھلے واقعہ میں اس میت نے کہا تھا کہ میں نے یہاں آکر دیکھ لیا کہ ''سبحان اللہ'' کا یہ ثواب ہے اور ''الحمد للہ کا یہ ثواب ہے اور ''قل ھواللہ'' کا یہ ثواب ہے، مگر اب کچھ کر نہیں سکتا، اور جہاں تم اس وقت ہو، وہاں تم سب کچھ کر سکتے ہو لیکن تم کرتے کچھ نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں کرنے والا بنا دے۔ آمین۔ جس دن ہم کرنے والے بن جائیں گے، اس دن سب کام انشاء اللہ تعالیٰ بن جائیں

گے اور جب تک ہم صرف سننے والے رہیں گیاور صرف بیان کرنے والے رہیں گے تو اس وقت تک ہماری نجات نہ ہوگی۔

اٹھارہ ہزار قرآن کریم کا ختم

میرے استاذ حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی صاحبؒ جو آج کل مدینہ منورہ میں مقیم ہیں (مدینہ منورہ میں مقیم تھے، انتقال فرما گئے رحمۃ اللہ علیہ) انہوں نے ایک مرتبہ ''البلاغ'' میں غالباً علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ کے حالات پر ایک مضمون لکھا تھا۔ اس میں ان کا ایک واقعہ لکھا تھا کہ جب ان کے انتقال کا وقت قریب ہوا، اس وقت ان کی ہمشیرہ ان کے سرہانے بیٹھی ہوئی تھیں، ظاہر ہے کہ جب آدمی آنکھیں بند کرلیتا ہے اور تیز تیز سانس لینے لگتا ہے تو پھر ہر شخص کو رونا آتا ہے کہ اب ہمارے اور ان کے درمیان جدائی ہونے والی ہے، اس لئے ان کی ہمشیرہ سرہانے بیٹھ کر رونے لگیں، جب روتے روتے ہچکیاں بندھ ہوگئیں تو اس کی آواز سے انہوں نے آنکھ کھولی اور ہمشیرہ سے پوچھا کہ تم کیوں رو رہی ہو؟ ہمشیرہ نے کہا بھائی! یہ رونے کا وقت ہے، اس لئے کہ تھوڑی دیر کے بعد اب تم ہم سے جدا ہونے والے ہو، تمہاری جدائی پر رونا آ رہا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ بہن! میرے مرنے پر تم مت رونا، اس لئے کہ تمہارا بھائی خالی ہاتھ نہیں جا رہا ہے۔ اور پھر گھر کے ایک کونے کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ بہن! تمہارے بھائی نے اس کونے میں اٹھارہ ہزار قرآن شریف ختم کئے ہیں اور اس کے ذرہ ذرہ میں قرآن کریم بسا ہوا

ہے، اور مجھے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بہت امید ہے کہ وہ مجھے بخش دیں گے، کیونکہ یہ میرا کوئی کمال نہیں، میری کیا مجال اور طاقت تھی کہ میں اتنے قرآن کریم پڑھوں، یہ صرف اس کے فضل سے میں نے پڑھا ہے، اس نے توفیق دی تو میری زبان نے قرآن کریم کی تلاوت کی، لہٰذا مجھے امید ہے کہ مجھے اس کے ثواب سے محروم نہیں فرمائیں گے بلکہ مالا مال کریں گے۔ حضرت والا مدظلہم نے لکھا ہے کہ یہ اٹھارہ ہزار قرآن کریم وہ تھے جو صرف اس ایک کونے میں پڑھے تھے اور اس کے علاوہ دوسری جگہوں پر جو قرآن کریم پڑھے تھے، ان کو بھی اگر شامل کرلیا جائے تو پھر مجموعی تعداد چوبیس ہزار بن جاتی ہے۔ اللہ اکبر!

بزرگوں کے اوقات میں برکت

اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بزرگوں کے اوقات میں برکت ڈال دیتے ہیں، ہمارا پارہ آدھے گھنٹے میں ختم ہوتا ہے اور ان کا پارہ ہمارے لحاظ سے زیادہ صحیح اور صاف صاف دس منٹ میں ختم ہو رہا ہے، یہ نہیں ہے کہ انہوں نے دس منٹ میں جلدی جلدی پڑھ کر پارہ ختم کرلیا ہوگا بلکہ اللہ تعالیٰ ان کے اوقات میں برکت عطا فرما دیتے ہیں اور ان کے تھوڑے سے وقت میں بہت کام ہو جاتا ہے، جیسے ربڑ، ایک گز کی ربڑ کو اگر کھینچو گے تو وہ دس گز ہو جائے گی اسی طرح وقت تو وہی ہے، فرق یہ ہے کہ ہمارے حق میں ایک گز ہے اور ان کے حق میں سو گز ہے، اس لئے بطور کرامت ان کا تھوڑے وقت میں

بہتر اور زیادہ کام ہو جاتا ہے۔

حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ کی کرامت

حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کرامت تھی کہ وہ عصر سے مغرب تک پورا قرآن کریم ختم کرلیا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ حضرت سید مولانا عبدالحئیؒ وعظ فرما رہے تھے اور اس میں حضرت شاہ محمد اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ بھی موجود تھے، وعظ کے دوران حضرت نے بیان فرمایا کہ اس وقت مجمع میں ایک صاحب ایسے موجود ہیں جو عصر سے مغرب تک پورا قرآن شریف ختم کر لیتے ہیں۔ لوگ سمجھ گئے کہ کس کی طرف اشارہ کیا ہے، چنانچہ وعظ کے بعد لوگ حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کے اردگرد جمع ہوگئے، اور اصرار کرنے لگے کہ ہمیں بھی یہ کرامت دکھایئے۔ حضرت نے قبول فرمالیا اور عصر کی نماز کے بعد گومتی کے پل پر کھڑے ہوگئے، سارا مجمع وہاں موجود تھا، حضرت نے ''الم'' سے قرآن شریف کی تلاوت شروع کی، ادھر سورج غروب ہو رہا تھا اور ادھر حضرت سورۃ الناس کی تلاوت کر رہے تھے۔ اب دیکھئے! عصر سے مغرب تک بمشکل ڈیڑھ گھنٹہ ہوتا ہے، لیکن حضرت نے اس میں پورا قرآن شریف مجمع کے سامنے تلاوت کے آداب کے ساتھ پڑھ کر سنا دیا، اس طرح اللہ تعالیٰ ان کے اوقات میں برکت عطا فرما دیتے ہیں۔

بیس لاکھ نیکیاں

میں ایک کلمہ اور پڑھنے کے لئے بتایا کرتا ہوں جو پڑھنے میں بہت

آسان ہے اور ثواب اس کا بہت عظیم ہے۔ وہ کلمہ یہ ہے:

لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَـهٗ اَحَداً صَمَداً
لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَـهٗ كُفُواً اَحَدٌ۔

اب دیکھئے! یہ کلمہ کتنا آسان ہے، اس میں آدھی ''قل ھو اللہ'' ہے، شروع میں کلمہ ہے اور درمیان میں صرف دو لفظ ''اَحَداً صَمَداً'' نئے ہیں، اور اس کلمہ کی فضیلت یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اس کلمہ کو ایک مرتبہ پڑھ لے تو اس کو بیس لاکھ نیکیاں ملتی ہیں۔ اندازہ لگائیے کہ ہماری یہ زندگی کتنی قیمتی ہے، ہم اس میں آخرت کا کتنا سرمایہ آسانی کے ساتھ جمع کر سکتے ہیں، اگر کوئی بیس لاکھ روپے کمانا چاہے تو عموماً چند سیکنڈ میں نہیں کما سکتا بلکہ چند منٹ چند گھنٹے اور چند مہینوں میں بھی نہیں کما سکتا لیکن آخرت کی بیس لاکھ نیکیاں چند سیکنڈوں میں حاصل کرسکتا ہے، اور اگر کوئی شخص پانچ مرتبہ پڑھ لے تو ایک کروڑ نیکیاں حاصل ہوگئیں۔ لہٰذا یہ معمول بنالو کہ ہر نماز کے لئے مسجد آتے وقت پانچ مرتبہ پڑھیں گے اور پانچ مرتبہ واپس جاتے وقت پڑھیں گے اور پھر اس کا ثواب اپنے ماں باپ اپنے اہل وعیال اور اپنے اولیاء اور مشائخ کو پہنچا دو۔ اور اگر ماں باپ زندہ ہیں تو زندگی میں بھی ان کو ثواب پہنچا سکتے ہیں، اس لئے کہ جس طرح ان کا حق مرنے کے بعد ہے، اسی طرح زندگی میں ان کا حق ہے، مرنے کے بعد ان کا حق کم نہیں ہوتا۔ اور ایصال ثواب میں اپنی اولاد کو بھی شریک کرنا چاہئے، اس لئے کہ جس طرح ہمارا ان پر حق ہے، اسی طرح

ان کا بھی ہم پر حق ہے۔ بہرحال! اس طرح نماز کے لئے مسجد میں آتے جاتے یہ عمل کرلیں گے تو نماز بھی ہو جائے گی اور ایصال ثواب کا عمل بھی نہایت آسانی کے ساتھ ہو جائے گا۔

شریعت کے مطابق ایصال ثواب کے فوائد

لہٰذا مروّجہ اجتماعی قرآن خوانی کا جو طریقہ کار ہے، وہ ہم نے اپنی طرف سے بنایا ہے، اس کے اندر دشواریاں مشکلات اور نقصان اور خطرہ ہی خطرہ ہے اور شریعت کے مطابق، انفرادی طور پر، کسی وقت کی پابندی کے بغیر، کسی خاص دن کی پابندی کے بغیر اگر عمل کریں گے تو وہ صحیح بھی ہوگا اور شریعت کے مطابق بھی ہوگا اور اس میں اخلاص بھی ہوگا، اور جس عظیم ثواب کا وعدہ کیا گیا ہے وہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ حاصل ہو جائے گا اور ایصال ثواب کا جو مقصد اصلی ہے کہ مرنے والے کو ثواب پہنچے، وہ بھی حاصل ہو گا۔لیکن اگر رواجی طریقے پر ہم نے ایصال ثواب کیا تو اس میں خود ہمیں ثواب ملنا مشکل ہے تو مرحوم کو کیا پہنچے گا؟ بلکہ وہ تو ایک رسمی خانہ پوری ہوگی جس میں نہ مرنے والوں کا کوئی فائدہ اور نہ زندوں کا کوئی نفع، بلکہ سب تکلیف میں مبتلا ہوں گے، اور سنت کے مطابق ایصال ثواب کرنے سے یہ فائدہ ہوگا کہ راحت، آسانی اور سہولت بھی حاصل ہوگی اور آخرت میں اس کا ثواب بھی حاصل ہو گا۔

ایصال ثواب کا آسان اور صحیح طریقہ

اب سوال یہ ہے کہ ایصال ثواب کا صحیح طریقہ کیا ہے؟ تو ایصال ثواب کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ جو بھی نیک کام ہو، اس کے کرنے کے بعد یہ دعا کر لی جائے کہ اے اللہ! میں نے جو یہ کام کیا ہے، اپنی رحمت سے اس کا پورا پورا ثواب عطاء فرما اور یہ ثواب فلاں کی روح کو پہنچا دیجئے، یا اللہ! اس کا ثواب میرے ماں باپ کو پہنچا دیجئے، میرے بہن بھائیوں کو پہنچا دیجئے۔ بس یہ ایصال ثواب کا طریقہ ہے، اور اگر اس کا ثواب ساری امت کو پہنچانا مقصود ہو تو یہ دعا کر لیجئے کہ یا اللہ! یہ نیک کام جو میں نے کیا ہے، اپنی رحمت سے اس کا پورا پورا ثواب عطا فرما اور پھر وہ ثواب جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو، تمام انبیاء کرام کو، آپ ﷺ کے چاروں خلفاءؓ کو، آپ کے تمام اہل خانہ کو اور تمام صحابہؓ، سارے تابعین تبع تابعینؒ، ائمہ مجتہدینؒ سلف صالحینؒ اور حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک جتنے مسلمان پیدا ہوئے ہیں اور قیامت تک جتنے مسلمان پیدا ہوں گے اور جو وفات پا چکے ہیں اور جو زندہ ہیں اور مردوں کو بھی عورتوں کو بھی اور جنات کو بھی اس کا ثواب پہنچا دیجئے۔ اس طرح سب کو ثواب پہنچ جائے گا اور اتنے لوگوں کو ثواب پہنچانے کی جو نیکی کی ہے، اس نیکی کا ثواب آپ کو الگ ملے گا، انشاء اللہ تعالیٰ، وہ ثواب آپ کے کھاتے میں لکھا جائے گا۔

مزار پر حاضری کا ادب اور ایصال ثواب

ایصال ثواب کا ایک طریقہ مزار پر حاضر ہو کر ایصال ثواب کرنا ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ جب کسی کے مزار پر جانا ہو تو جیسے ہی قبریں شروع ہو جائیں تو اس وقت وہاں پر سلام کہیں کہ:

السلام علیکم یا اهل القبور

اے قبر والو! تم پر سلام ہو۔

اس کے بعد قبروں کے اوپر نہ چلیں بلکہ اس راستہ پر چلیں جو قبروں سے الگ ہو، اور جب اس شخص کے مزار پر پہنچیں جس کے مزار پر جانا مقصود ہے تو اس کے قریب جانے کا طریقہ یہ ہے کہ پیروں کی طرف سے جاتے ہوئے سینے کی طرف آ کر اس طرح کھڑے ہو جائیں کہ آپ کی پشت قبلہ کی طرف ہو اور چہرہ اس میت کے سامنے ہو، جیسے کوئی آدمی قبلے کی طرف کروٹ لے کر سویا ہوا ہو تو اس کا چہرہ اور سینہ قبلہ کی طرف ہوگا، لہٰذا پیروں کی طرف سے آتے ہوئے اس کے سینے کے بالمقابل کھڑے ہو جائیں اور پھر "السلام علیکم" کہیں اور بیٹھنے کا دل چاہ رہا ہو تو بیٹھ جائیں۔ علماء نے لکھا ہے کہ مرنے والے کا ادب ایسا ہی ہے جیسا زندگی میں ہوتا ہے، جس طرح بڑوں کے سامنے کھڑے کھڑے گفتگو نہیں کرتے بلکہ ادب سے بیٹھ کر ان سے بات چیت کرتے ہیں، اسی طرح مرنے کے بعد ویسا ہی معاملہ کریں۔ اور بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جن سے ہم کھڑے کھڑے بات کرتے ہیں اور سلام دعا کر کے چلے جاتے

ہیں، لہٰذا مرنے کے بعد بھی انکا اتنا ہی ادب ہے کہ ان کے سینے کے سامنے جا کر کھڑے ہو جائیں اور مثلاً ایک مرتبہ سورۃ فاتحہ اور تین مرتبہ ''قل ھو اللہ'' پڑھ کر یہ دعا کریں کہ اے اللہ! اس کا ثواب ان قبر والے کو پہنچا دیجئے۔ اور پھر آخر میں یہ دعا کرلیں کہ اے اللہ! ان کی مغفرت فرما، ان کی بخشش فرما، ان کے درجے بلند فرما، ان کو قبر کے عذاب اور دوزخ سے نجات عطا فرما اور ان کو اپنی رحمت سے جنت میں داخل فرما۔ یہ سب کلمات ضرور کہیں، اس لئے کہ ہماری یہ دعا ان کے لئے باعث نجات ہے۔ اور خلوص، توجہ اور دھیان سے یہ دعا کرکے آخر میں ''السلام علیکم'' کہہ کر واپس آجائیں۔ بس! یہ ایصال ثواب کا صحیح طریقہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی اور ہمارے مرحومین کی بخشش فرمائے اور سنت پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ